قرض دی ہوئی رقم قربانی کے دنوں کے بعد ملنی ہے، تو قربانی کا حکم

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: HAB-0131 تاریخ: 19-06-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جس شخص کا مال اس کے پاس موجود نہیں ہے یعنی اس نے اپنا مال کسی کو قرض دیا ہوا ہے اور ایام قربانی میں اسے وہ مال ملے گا بھی نہیں، تو کیا اس پر قربانی واجب ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

جو شخص مال دار مالک نصاب ہو، لیکن اس نے اپنا مال کسی کو قرض دیا ہوا ہو اور اسے یہ ظن غالب ہو کہ اگر یہ قرض دار سے قربانی کے بقدر پیسے مانگے، تو وہ اسے دے دے گا، تو ایسی صورت میں اس سے قربانی کے بقدر پیسے لے کر قربانی کرنا لازم ہو گا اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اگر اس شخص کے پاس سونا، چاندی وغیرہ یا گھر کا کوئی حاجتِ اصلیہ سے زائد ایسا سامان ہے جسے بیچ کر قربانی کر سکتا ہے، تو اس پر قربانی کرنا لازم ہو گا اور اگر کوئی صورت نہ بنے کہ نہ تو اس کو ایام قربانی میں وہ رقم مل سکتی ہے اور نہ ہی اس کے پاس کوئی اور مال ہے، جس سے جانور خرید سکے، تو اس پر قربانی واجب نہیں اور اس صورت میں اس پر قرض لے کر قربانی کرنا لازم نہیں اور نہ ہی اپنا قرض واپس ملنے کے بعد

قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنالازم ہے۔

علامہ ابن بزاز کردری رحمۃ اللہ علیہ فتاوی بزازیہ میں فرماتے ہیں:"له دين حال على مقر مليئ وليس عنده مايشتريهابه لا يلزمه الا ستقراض ولا قيمة الاضحية اذا وصل الدين اليه ولكن يلزمه ان يسال منه ثمن الاضحية اذا غلب على ظنه انه يعطيه "ترجمہ: صاحب نصاب کا کسی ایسے شخص پر قرض فوری ہے، جس کا وہ اقرار کرتا ہے اور اس کے پاس کوئی ایسی شے نہیں کہ جس سے وہ قربانی کے لیے جانور خرید سکے، تو اس پر قربانی کے لیے قرض لینالازم نہیں اور نہ ہی قرض واپس ملنے پر قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنالازم ہے، لیکن اس کے لیے قربانی کی قیمت جتنی رقم کا مقروض سے سوال کرنالازم ہے، جبکہ اس کو ظن غالب ہو کہ وہ دے دے گا۔

(الفتاوی البزازیة، کتاب الاضحیة، جلد02، صفحه 406، مطبوعه دار الکتب العلمیه، بیروت)

مزید فرماتے ہیں:"له مال كثير غائب في يد مضاربه أو شريكه ومعه متاع البيت ما يشترى به الأضحية تلزم "ترجمہ: اس کا کثیر مال یہاں موجود نہیں، اس کے مضارب یا شریک کے قبضے میں ہے اور اس کے پاس گھر کا سامان ہے جس کے ذریعے قربانی کا جانور خرید سکتا ہے، تو قربانی لازم ہے۔

(الفتاوی البزازیة، کتاب الاضحیه، جلد02، صفحه 406، مطبوعه دار الکتب العلمیه، بیروت)

یہی تفصیل کچھ الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ فتاوی عالمگیری میں یوں ہے:"له دين حال أو مؤجل على مقر ملي وليس في يده ما يمكنه شراء الأضحية لا يلزمه أن يستقرض فيضحي، ولا يلزمه قيمتها إذا وصل إليه الدين، لكن يلزمه أن يسأل منه ثمن الأضحية إذا غلب على ظنه أنه يدفعه. له مال كثير غائب في يد شريكه أو مضاربه ومعه ما

يشتري به الأضحية من الحجرين أو متاع البيت تلزمه الأضحية "ترجمہ: مفہوم وہی ہے، جو اوپر گزر چکا ہے۔ (الفتاوی الھندیہ، کتاب الاضحیہ، جلد 05، صفحہ 380، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ عالم بن علاء انصاری رحمۃ اللہ علیہ فتاوٰی تاتارخانیہ میں فتاوٰی یتیمہ کے حوالے سے فرماتے ہیں: "سئل ایضا عن رجل له دین مؤجل او غیر مؤجل علی رجل و هو مقر حتی جاء یوم النحر و لیس فی ید رب الدین شیئ یمکنه شراء الاضحیة هل علیه ان یستقرض و یشتری اضحیة یضحی بها؟ فقال: لا، قیل له هل یجب علیه قیمة الاضحیة اذا وصل الیه الدین بعد فوات الوقت؟ قال: لا، قیل: هل یجب علی رب الدین ان یسأل منه عن الدین اذا غلب علی ظنه لو سال منه ثمن الاضحیة یعطیه؟ فقال: نعم "ترجمہ: ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا دوسرے شخص پر مؤجل یا غیر مؤجل قرض تھا اور مقروض اس کا اقرار کرنے والا تھا، یہاں تک کہ قربانی کا دن آ گیا اور قرض خواہ کے پاس کوئی ایسا مال نہیں جس کے ذریعے قربانی کا جانور خریدنا، ممکن ہو تو کیا اس پر قرض لینا اور اس سے قربانی کا جانور خرید کر قربانی کرنا واجب ہے؟ تو امام علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ نہیں، تو پھر ان کی بارگاہ میں یہ عرض کیا گیا کہ جب اس قرض خواہ کو قربانی کا وقت ختم ہو جانے کے بعد قرض دی ہوئی رقم مل جائے، تو کیا اس پر قربانی کے جتنی رقم صدقہ کرنا لازم ہو گا؟ تو جواب ارشاد فرمایا، نہیں، پھر ان کی بارگاہ میں یہ سوال کیا گیا کہ جب قرض خواہ کو یہ ظن غالب ہو کہ اگر وہ اس مقروض سے قربانی کے بقدر ثمن مانگے گا، تو وہ اسے دے دے گا، تو کیا اس قرض خواہ پر مقروض سے اتنے قرض کا مطالبہ کرنا واجب ہو گا؟ تو جواب ارشاد فرمایا: ہاں۔

(الفتاوی التاتارخانیة، کتاب الاضحیہ، جلد 17، صفحہ 464، مطبوعہ کوئٹہ)

علامہ محقق ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی البحر الرائق میں اس مسئلہ کی بعینہ یہی تفصیل تتمۃ الفتاوی کے حوالے سے ذکر فرمائی ہے۔

(البحر الرائق، کتاب الاضحیہ، جلد 08، صفحہ 327، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی عالمگیری میں ہے: "ولو كان عليه دين بحيث لو صرف فيه نقص نصابه لا تجب و كذا لو كان له مال غائب لا يصل إليه فی أيامه" ترجمہ: اگر کسی شخص پر اتنا دَین ہو کہ وہ اپنا مال اس دَین کی ادائیگی میں صرف کرے، تو نصاب باقی نہ رہے، تو اس پر قربانی نہیں ہے۔ اسی طرح جس شخص کا مال اس کے پاس موجود نہیں اور قربانی کے ایام میں وہ مال اسے ملے گا بھی نہیں (بلکہ ایام قربانی کے بعد ملے گا، تو اس پر بھی قربانی واجب نہیں)۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاضحیہ، جلد 05، صفحہ 361، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں: "اگر اس کا مال یہاں موجود نہیں ہے اور ایامِ قربانی گزرنے کے بعد وہ مال اوسے وصول ہو گا، تو قربانی واجب نہیں۔"

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 15، صفحہ 333، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

29 ذو القعدۃ الحرام 1444ھ/19 جون 2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے